

غیر روایتی بات چیت واحد حل ہے!

محترم وزیر اعظم نے قومی اسمبلی میں چند دن قبل بہت اچھی تقریر کی۔ ہندوستان سے امن کی بات۔ ساتھ ساتھ ہولناک انکشاف بھی کیا۔ عمران خان نے کہا کہ دوراتیں پہلے انڈیا نے ہمارے ملک کے خلاف پانچ سے سات میزائل داغنے کی تیاریاں مکمل کر لی تھیں۔ فیصلہ ہو چکا تھا کہ انڈین ایئر فورس کے دو طیارے گرانے کا بدلہ لیا جائیگا۔ بقول وزیر اعظم عمران خان، پاکستان کو یہ اطلاع بروقت مل گئی۔ ہمارا عسکری جواب مکمل طور پر درست تھا۔ ہندوستان کے مقابلے میں دو گنا زیادہ میزائل داغنے کا فیصلہ کر لیا۔ یعنی اگر ہندوستان ہمارے چار پانچ شہر، تباہ کرتا تو ہم اسکے دس سے پندرہ اہم ترین شہر فنا کر دیتے۔ سادہ سا مطلب یہ کہ اس خطہ میں دو کروڑ سے لیکر چھ کروڑ انسان مارے جاتے۔ یہ جنگ قطعی طور پر محدود نہ رہتی اور اسکے بعد جو کچھ بھی ہوتا، اندازہ لگانا از حد مشکل اور خوفناک ہے۔ ذاتی رائے میں انڈیا کو یہ پاگل پن والی حرکت کی ابتداء نہیں کرنی چاہیے تھی۔ مگر بار بار عرض کر رہا ہوں کہ آرائس ایس کا تربیت یافتہ وزیر اعظم نریندر مودی کسی طور پر بھی متوازن شخص نہیں ہے۔ اس سے کچھ بھی بعید نہیں ہے۔ ذاتی زندگی سے لیکر سیاسی سفر مکمل طور پر غیر معتدل رہا ہے۔ آرائس ایس کے نزدیک پاکستان کا وجود انتہائی غلط ہے اور اسے ختم کر دینا چاہیے۔ 1947 سے لیکر آج تک آرائس ایس کے ہمارے ملک کے متعلق منفی خیالات مکمل طور پر ایک جیسے ہیں۔

کیا آپ کو اندازہ ہے کہ اس ہولناک منصوبہ کی خبر پاکستان کو کس نے دی۔ ہندوستان کو ہمارے رد عمل سے کس نے آگاہ کیا۔ لازم ہے یہ وہی طاقتور ملک کر سکتے ہیں جنکے پاس وہ ٹیکنیکل صلاحیت موجود ہے کہ برصغیر کے متعلق درست معلومات بروقت دستیاب ہوں۔ جنکے سیارے خلا میں ہمہ وقت موجود رہتے ہوں۔ اس میں امریکہ صف اول میں ہے اور اسکے بعد چین۔ ان دو ممالک کے علاوہ کسی بھی ریاست کے وسائل اجازت نہیں دیتے کہ پوری دنیا کے معاملات پر کڑی نظر رکھے۔ جب ان ممالک کو اندازہ ہوا کہ ہندوستان کا ایک انتہائی غیر ذمہ دارانہ رویہ ایک ایسے رد عمل کو جنم دے سکتا ہے جس سے اسی فیصد دنیا پر ابتر اثرات پڑینگے تو وہ دیوانہ وار دونوں ممالک کے درمیان صلح کی کوشش کرنے لگے۔ میزائل داغنے کا فیصلہ تو خیر وقتی طور پر ختم ہو گیا یا موخر ہو گیا۔ بہر حال کشیدگی میں تھوڑی سی کمی لائی گئی۔ مگر آرائس ایس کی موجودگی میں نکتہ ذہن میں رہنا چاہیے کہ ہمسایہ ملک پاکستان کے خلاف کچھ بھی کر سکتا ہے۔ نریندر مودی آٹھ برس کی عمر سے آرائس ایس سے منسلک ہے۔ اسلیے اسکے ذہن کو سمجھنا ہرگز ہرگز مشکل کام نہیں ہے۔ مسلم دشمن ہے اور مرتے دم تک رہیگا۔ طالب علم کے نزدیک دنیا کی سب سے بڑی، مضبوط اور غیر ذمہ دار دہشت گرد جماعت آرائس ایس ہے۔ جسکے پاس ایک بہت بڑے ملک کی حکومت بھی ہے۔ بی جے پی، دراصل آرائس ایس کا سیاسی چہرہ ہے۔ دیکھا جائے تو چند دن قبل برصغیر میں اجتماعی خودکشی کو بیرونی عوامل نے روکا۔ یہ مثبت کام بیرونی طاقتوں نے ہماری محبت میں نہیں کیا۔ انہیں اندازہ تھا اور ہے کہ ان دو ممالک کے درمیان روایتی یا غیر روایتی جنگ سے خطہ کی نہیں، پوری دنیا میں ایسی تباہی پھیل جائیگی جسکے اثر میں وہ خود بھی آسکتے ہیں۔ یہ بات کہنی مناسب ہے کہ ان ممالک نے اپنے آپ کو بچانے کیلئے پاکستان اور ہندوستان کو فی الحال جنگ سے روک دیا ہے۔

مگر کیا یہاں یہ بنیادی نکتہ پیدا نہیں ہوتا کہ جو ہم کام بیرونی طاقتوں نے ہم دونوں ملکوں سے منوایا، وہ ہمسایہ ملک بذاتِ خود کیوں نہیں کر سکتے۔ آخر وہ کیا مسئلہ ہے کہ دو ایٹمی قوتیں اپنے مسائل باہمی بات چیت سے حل نہیں کر سکتیں۔ اتنی دشمنی، اتنی قتل و غارت کی باہمی خواہش، ایک دوسرے سے قیامت خیز نفرت کیسے ہوئی، کیونکر ہوئی اور اس انتہا پر کیسے پہنچ گئی۔ اس پر کوئی لیڈر، دانشور قطعی بات نہیں کرتا۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ دونوں ممالک بر ملا اعلان کرتے ہیں کہ وہ دوسرے کو مکمل طور پر تباہ کر سکتے ہیں۔ اس پر فخر یہ انداز میں بات کرتے ہیں۔ اپنی تباہی کو Collateral Damage قرار دیکر خوش ہوتے ہیں۔ دوسری یا تیسری ایٹمی سٹرائک کی صلاحیت کے متعلق بات کرتے ہیں۔ خوفناک سچ یہ ہے کہ دونوں ممالک اپنے مسائل کو باہمی طور پر مذاکرات کے ذریعے حل نہیں کر سکتے۔ یہ ایک اجتماعی ناکامی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ دونوں ممالک کی حد درجہ ابتری ہے کہ وہ جنگ میں مسائل کا حل تلاش کرنے کی عملی کوشش کرتے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ جنگ تو مسائل پیدا کرتی ہے۔ ہرگز ہرگز حل نہیں کرتی۔

اندرونی عوامل پر گزارش کرنے سے پہلے ذہن میں بیرونی محرکات پر گزارش کرونگا۔ امریکہ، روس، برطانیہ، چین اور فرانس وہ ممالک ہیں جو ہمارے جیسے فارغ العقل ممالک کو اسی سے نوے فیصد اسلحہ فراہم کرتے ہیں۔ اس میں ہر طرح کی ٹیکنالوجی اور قتل و غارت کے تمام اسباب شامل ہیں۔ اسلحہ کی یہ ترسیل ان ممالک کیلئے معاشی طور پر حد درجہ مفید ہے۔ ہمارے جیسے ناسمجھ ممالک کو اسلحہ فروخت کر کے اس قدر منافع کماتے ہیں کہ آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہ اربوں نہیں، کھربوں ڈالر کے مالی فوائد ہیں۔ یہ ممالک ایک حیرت انگیز کھیل کھیل رہے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ ہم جیسی ریاستوں کے لوگ جذباتی ہیں، ماضی میں رہ رہے ہیں۔ اسلیے وہ بڑی دانائی سے ہمارے امن کی کوششوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔ دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ بڑی قوتیں، خلفشار کو مستقل ختم نہ کرنے کیلئے، تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔ انکا بیانیہ انتہائی منافقانہ ہے۔ بڑے آرام سے کہتے ہیں کہ پاکستان اور ہندوستان کو ہولناک جنگ سے پرے کر دیا۔ نہیں، یہ بالکل غلط ہے۔ مضبوط طاقتیں بالکل نہیں چاہتیں کہ ہمارے درمیان دوستی ہو۔ برصغیر میں امن ہو۔ دونوں حکومتیں ایک دوسرے سے مذاکرات کریں۔ کیوں۔ صرف اسلیے کہ پاکستان اور ہندوستان کی باہمی نفرت کی بنیاد پر انکی جنگی صنعت چل رہی ہے۔ اگر ہم دونوں ممالک میں صلح ہوگئی تو انکی موت پھیلانے کی انتہائی فائدہ مند انڈسٹری بند ہو جائیگی۔ اور یہ وہ ہونے نہیں دینگے اور اندر سے چاہتے بھی نہیں ہیں۔ یہ لایعنی بات ہے کہ مہذب دنیا کے ممالک نے دونوں ملکوں کو جنگ سے روک دیا ہے۔ ہمیں تو اسی صورتحال میں لائے ہی یہ ممالک ہیں۔ کبھی ایک فریق کو مسلح کرتے ہیں تو کبھی دوسرے فریق کے دوست بن جاتے ہیں۔ ہمارا امن، ان ملکوں کی وارانڈسٹری کیلئے زہر قاتل ہے۔ یہ جنگ کے شعلوں کو خود ہوا دیتے ہیں۔ بجھنے نہیں دیتے۔ مگر اس امر کا اہتمام بھی کرتے ہیں کہ اس جنگی جنون سے انکے عوام مکمل طور پر محفوظ رہیں۔ یہ بات ہم لوگ سمجھنے سے قاصر ہیں۔

چلیے، مان لیجئے، کہ پاکستان اور ہندوستان کے بڑے بڑے شہر صفحہ ہستی سے ختم ہو جاتے ہیں۔ لاہور، دہلی، فیصل آباد، امرتسر، سیالکوٹ، مدراس جیسے شہر تباہ ہو جاتے ہیں۔ تو کیا واقعی ان اسلحہ مہیا کرنے والے ممالک کی صحت پر کوئی فرق پڑیگا۔ ہرگز نہیں۔ قطعاً نہیں۔ نیویارک، بیجنگ، ماسکو، پیرس اور لندن اسی طرح دکھتے رہینگے جیسے آج ہیں۔ صرف ہم لوگ اور ہمارے جیسے

کروڑوں لوگ چند منٹوں میں جہانِ فانی سے انتہائی تکلیف دہ حالات میں کوچ کر جائینگے۔ اُن گنت لاشوں کو نوچنے کیلئے پرندے بھی مر چکے ہونگے۔ یعنی بربادی بھی ہماری ہی ہے۔ موت بھی صرف اور صرف ہمارے گھروں کا طواف کرے گی۔ اس ممکنہ تباہ کاری کے اثرات سے نہ پاکستان کبھی بھی باہر آسکتا ہے اور نہ کبھی ہندوستان۔ تصور فرمائیے کہ برصغیر میں اُن گنت لاشوں کے انبار لگے ہوں۔ شہروں کا وجود ہی نہ رہے تو نقصان کس کا ہوا۔ صرف اور صرف ہمارا۔ جنگ کون جیتا، کوئی بھی نہیں۔ ہارا کون، دونوں ملک کے عوام ہار گئے بلکہ دونوں ملک ہی ہار گئے۔ یہ وہ امکانات ہیں جس پر ہماری قیادتوں کو غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔

جس دن انڈین ایئر فورس نے پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کی تھی، اس وقت سے لیکر ٹھیک اگلے دن تک، جب تک اُنکے دو طیارے مار نہیں گرائے گئے۔ پورے ہندوستان میں جشن کا سماں تھا۔ جس دن سے پاکستان نے دو طیارے تباہ کیے ہیں۔ ہم لوگ بہت خوش ہیں۔ کوئی بھی ذی شعور یہ نہیں کہہ رہا کہ یہ تو رونے کا مقام ہے۔ یہ تو اس امر کا عملی ثبوت ہے کہ دونوں ملک ایک دوسرے کو برباد کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ یہ منفی جذبہ دونوں طرف ہے۔ مگر ہندوستان میں بی جے پی اور آریس ایس کی حکومت نے بذاتِ خود مزید گہرا اور مضبوط کیا ہے۔ جو انتہا پسندی جنرل ضیاء الحق نے ہمارے ملک میں پھیلائی تھی۔ وہ سب کچھ گزشتہ پانچ برس میں نریندر مودی نے ہندوستان میں بڑی کامیابی سے کیا ہے۔ حقیقت کی آنکھ سے دیکھا جائے تو نریندر مودی، ہندوستان کا ضیاء الحق بن چکا ہے۔ بعینہ ہی، وہی امریکہ سے دوستی۔ معاشرے کی لسانی، مذہبی اور سماجی بنیاد پرستی سوشل انجینئرنگ اور وہی اپنے اپنے مذہب کو سپریم قرار دینے کا جنون۔ بی جے پی کی موجودہ حکومت کسی بھی صورت میں پائیدار امن کیلئے مثبت نہیں ہے۔ مگر المیہ یہ ہے کہ بین الاقوامی قوتیں بی جے پی کو کبھی بھی حکومت سے باہر نہیں جانے دینگے۔ دیکھیے۔ اپریل میں ہندوستان کے الیکشن کے کیا نتائج آتے ہیں۔

سوچنا تو یہ ہے کہ اب کیا کیا جائے۔ دشمنی کو کم یا ختم کرنے کا اختیار بھی صرف اور صرف دونوں ملکوں کے مقتدر طبقے کے پاس ہے۔ عوام تو دونوں طرف سے مارے گئے ہیں۔ پس چکے ہیں۔ غیر معمولی صورتحال میں غیر معمولی فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔ یہ فیصلے حد درجہ نامقبول بھی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ عوامی شعور کو اس سطح پر پہنچنے ہی نہیں دیا گیا کہ وہ جذباتیت سے باہر نکل سکیں۔ جب تک ہندوستان میں آریس ایس کی حکومت ہے، نریندر مودی بات چیت کی طرف نہیں آئیگا۔ وہ امن کی بات کریگا تو اس کا پانچ برس کا تشکیل شدہ منفی بیانیہ ختم ہو جاتا ہے۔ یہ موقع ہے کہ پاکستان کی سیاسی قیادت، ہندوستان کی ان سیاسی قوتوں سے مذاکرات کرے جو اعتدال پسند ہیں۔ جو نفرت کی غلاظت کو واقعی گند سمجھتے ہیں۔ راہول گاندھی اور اس جیسی سوچ کے سنجیدہ لوگوں سے بات چیت ہونی چاہیے۔ دونوں طرف امن پسند لوگوں، لکھاریوں، فنکاروں، شاعروں، مذہبی علماء، سول سوسائٹی، این جی اوز اور تھنک ٹینکس کو ایک دوسرے سے مکالمہ کرنے کی بھرپور اجازت ہونی چاہیے۔ امن پسند اقدامات کو موثر بنانے کیلئے ذمہ دار لوگوں کو ویزے میں سہولتیں فراہم کی جانی چاہئیں۔ یہ واحد طریقہ ہے جس سے امن کا کوئی راستہ نکل سکتا ہے۔ شاید یہ آخری کوشش بھی ہو۔ اگر یہ ناکام ہوگی تو پھر جنگ ہوگی۔ اُن گنت لوگ مارے جائینگے۔ مذاکرات تو اسکے بعد بھی کرنے پڑینگے۔ اگر تباہی کے بعد بھی وہی کچھ کرنا ہے تو اب کیوں نہیں!

